نمبر ۱۸ | دارالامان قادیان ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۷؍ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

مرحوم مغفور مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

در حقیقت بس ست یار یکے
دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد
ترک دنیا من اندکے باشد

برادران - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

آج میرے لئے نہایت حسرت اور افسوس کا دن ہے - کہ مجھے اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپکے سامنے کرنا پڑا - جوکہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جب کہ وہ نونہال ابھی برگ و بر لانے کے قابل ہوا تھا - یک لخت کاٹا گیا - اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے دور ہوگیا اور پس ماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا - اور اپنی صرف ۲۵ سالہ عمر میں ہم سب سے پہلے دوسرے جہان میں بلایا گیا - بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں - اور ایک بھائی کی وفات دوسرے کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور مودت کا تھا میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اسکی نظیر نہیں دیکھتا - یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق وشیدا تھا اور اسقدر دل لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی - یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ڈاڑھی کا آغاز شروع ہی ہوا تھا - اور مرحوم ایوب بیگ مجھسے بھی خورد سال تھا - خدا تعالے کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری رسائی ہوئی - اس برگزیدہ الٰہی نے غایت کرم اور بکمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح اپنے کنار عاطفت میں لیا - نہایت لطف کے ساتھ اس نور

عمریں گذر گئیں ان میں کبھی چراغ نہیں جلایا
گیا۔ کیونکہ وہ کام جو وہاں ہوتے
ہیں تاریکی کے زیادہ مناسب حال
اور خواستگار ہوتے ہیں۔ اندھیرے
میں خوگر ہونے کی وجہ سے وہ لوگ باہر
نکل نہیں سکتے کیونکہ روشنی سے انکی
آنکھ چوندھیاتی ہے یہی وجہ ہے
کہ وہ روشنی اور روشنی کے فرزندوں
سے بیر رکھتے ہیں۔ غرض یہ صوفی اور
فقرا اور گدی نشین بزدلی کے لئے
عذر تراشنے کی خاطر صلح کل کی چادر اوڑھ
کر بیٹھے ہیں اور بڑی سریلی آواز سے و
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام
اور شعر - چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من
خود را نمی دانم ۔ نہ ترسا و یہودی ام
نہ گبرم نہ مسلمانم ۔ پڑھتے رہتے
ہیں۔ انھیں اس سے کوئی سروکار
نہیں کہ قوم کا کیا حال ہو رہا ہے۔
اور اسلام اور قرآن اور خدا اور
رسول پر آریہ نصاریٰ اور فلسفیوں
کے کیا حملے ہو رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ
اپنے صدق کی گواہی کتاب اللہ اور
سنت سے لیتے۔ انھوں نے کتاب
اللہ پر پیٹھ پھیر دی پھر کیونکر ہوتا
کہ ان کو اپنی ڈراونی شکلیں صاف
صاف اس آئینہ میں نظر آتیں۔ نہ
انھوں نے خود اپنے نفس پر اور نہ انکے
مریدوں نے ان پر کبھی سوال کیا کہ یہ
کرتے ہی کیا ہیں۔ اور وہ کون خدا
ہے جسکی طرف یہ رہبری کرتے ہیں
اور وہ کون رسول ہے جسکی مسند
خلافت پر یہ جلوہ آرا ہیں۔ کیا وہی
خدا جس نے محمد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہی محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جس نے ساری عمر
دشمنوں سے مقابلہ اور تبلیغ دین میں
گذاری۔ اور جس نے خدا کی راہ میں
تمام قسم کی بے آرامیوں دکھوں کو برداشت
کیا۔ معرفت اور حقیقت اور شریعت
تو یہی قرآن اور رسول خدا کا اسوہ
ہے۔ ان کی معرفت اور طریقت اور
حقیقت اور شریعت کیا چیز ہے جسکا
ثبوت کتاب اللہ اور سنت میں نہیں
پھر ہم ان کے اس طریق کا ثبوت
کہاں سے پیدا کریں۔ کتاب اللہ انہیں
دھکے دیتی ہے۔ رسول کریم کی سنت
انھیں دھتکارتی ہے۔

اے مریدو۔ اے تعصب سے آنکھ
بند کرنے والو روز جزا کے ہول کا
دھیان کرکے اٹھو۔ اور ہوشیار
ہو جاؤ۔ غور کرو کہ تم ان سے اس
لئے بیعت ہو کہ یہ لوگ رسول کی
پیروی میں ہو کر خدا سے ملا دیںگے۔
یا خود انھیں کو مقصود بالذات سمجھکر
انھی کی پرستش کرتے ہو۔ اگر ایسا
نہیں تو پھر انمیں رسول نمائی کی آن
بان کہاں۔ ان کی چالیں الٹی۔ انکی
راہیں ٹیڑھی یہ تو خود خدا اور آپ
ہی مستقل رسول بنے بیٹھے ہیں۔ احبار
اور رہبان کیطرح اپنے تئیں رب
بنا رکھا ہے۔ اگر یہ بات غلط معلوم
ہو تو خدا کے لئے ہمیں دکھاؤ کہ
رسول کریم کی سنت کی کوئی ادا ان
میں کہاں ہے۔ کب اور کس وقت
انھوں نے اعداء اللہ اور اعداء
الرسول سے مقابلہ کیا۔ کب ان پر
حق کی خاطر وہ ابتلا اور زلزلے
آئے جو مومنین صادقین کا خاص
نشان ٹھہر گئے ہیں۔ نصرانیوں آریوں
سکھوں برہموں اور فلسفیوں کی
زد سے اسلام اور مسلمانوں کو بچانے
کے لئے کب یہ پردہ نشین لوگ
ہتھیار پکڑ کر نکلے۔ اگر ایسا نہیں تو
یہ لوگ خود اپنے ہاتھ سے غیر مستحق
اور غاصب ہونے پر مہر لگا چکے
کبھی آسمان ان کے لئے بولا کہ یہ
آسمانی ہیں۔ کبھی زمین نے انکے
لئے گواہی دی کہ یہ زمین کے نور
ہیں۔ پھر وہ ہے کیا چیز جس سے
تم نے ثابت کیا کہ یہ اولیاء اللہ ہیں
اور تم انکی اسقدر حمایت کرتے
ہو کہ خدا کے راستبازوں سے
ان مخذولوں کی خاطر لڑائی ٹھہرا رکھی
ہے۔ کرامت اور معجزہ کے ثبوت کا
منہاج واضح ہو گیا ہے۔ منعم علیہم
کی صاف پگڈنڈی نظر آگئی ہے جنے
خدا کی راہ میں دشمنوں پر غالب آنا
اور اپنے امر تبلیغی اور دعوہ الحق
کا مخالفوں کی ہزاروں کوششوں کے
مقابل اظہار کر دینا اور اپنی راہ سے
ان پہاڑوں کا صاف کر دینا یہی عظیم
الشان معجزہ اور کرامت اور خرق
عادت ہے جنے راستبازوں کو اغیار
سے ممتاز کیا۔ ان گدیوں ان سلسلوں
میں بتاؤ اس نصرت الٰہی کا کوئی نشان
ہے۔ کس میدان میں۔ کس کشتی کے
دنگل میں مرد مبارز بنکر انمیں سے
کوئی نکلا ہے اور ہزاروں مردان
کارزار کے مقابل اس نے تحدی
اور دعوے سے گردن بلند کرکے
کرامت کا دعویٰ کیا اور اسپر وہ دعویٰ
پورا ہوا۔ کس باطل فرقہ کو انمیں سے
کسی نے کبھی ذلیل کیا۔ تاریک حجروں
میں سادہ لوحوں کے روبرو خیالی
کرامت کے دعوے فضول باتیں
ہیں جو [illegible] کے بازار میں کوڑی
کے مول بھی نہیں بکتی۔ غرض
آج مبارک کتاب کے رنگ میں۔
مبارک رسول احمد مصطفی محمد مجتبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز و وضع
پر۔ ہاں اس منہاج پر قدم بقدم
صرف ایک ہی شخص ہے۔ وہ
حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی
مسعود علیہ سلام الملک الودود ہیں
اس مبارک مرد نے متبع الرسول
ہونے کے ثبوت میں کوئی حالت
منتظرہ باقی نہیں رکھی۔ ۱۸ برس کی
عمر سے دشمنان اسلام سے جنگ
شروع کی اور اب تک کہ قریب
۷۰ کے آپ کا سن شریف ہے ہتھیار
زمین پر نہیں رکھے۔ ایک روز فرمایا
کہ میں بہت چھوٹا بچہ تھا جبکہ نصرانی
لفظ کا مفہوم بھی نہیں جانتا تھا اور
کبھی کسی نصرانی کی شکل دیکھی تھی اپنے اندر
سے بڑے زور سے ہر روز آواز آتی ہوئی
محسوس کرتا تھا کہ نصرانیوں سے مقابلہ

کرنا چاہئے۔ آپ نے سب سے پہلے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے البراھین الاحمدیہ علیٰ حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ۔ اس مبارک کتاب کا نام ہی بتاتا ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہوگا۔ اور معًا ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ مصنف کو خدا تعالےٰ نے لا انتہا مخلوق سے اس خدمت کے لئے چن لیا اس کتاب کو لاکھوں آدمیوں نے پسند کیا اور اس کی قبولیت اور ناصر اسلام ہونے کی گواہی اُن لوگوں نے بھی دی جو آج اس مبارک کتاب کے مصنف اور اس کے شائع شدہ مضامین کو پھر تازہ کرنے والے مردِ حق پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ اس کتاب نے اور اس کے بعد دوسری کتابوں نے جو لگا تار نکلتی رہیں نصرانیت اور آریہ مت اور برہمو مت کا خاتمہ کر دیا

غرض اس زمانہ کے تمام باطل فرقوں اور مشربوں پر حضرت مسیح [illegible] کی جسطرح کتاب اللہ نے کی تھی۔ اور وہ بڑی بھاری نشانی جو کتاب اللہ میں لکھی تھی لیظهره على الدين كله پورے معنے میں صادق ثابت ہوئی۔ مسیح کے فوتی کے مسئلہ پر فوق العادۃ زور دیکر اور لاکھوں ورقوں کے ذریعہ جہان میں اس مسئلہ مہمہ کی اشاعت کرکے اور آخر پوری طرح سے پیس کر نصرانیت کے گوسالہ کی راکھ اڑا کر دریا نے فنا میں پھینک دی ہے اور مسیح کی قبر کے کھلے کھلے ثبوت جو انشاء اللہ عنقریب روز روشن کی طرح آشکار ہوں گے ہمیشہ کے لئے اس ظلم کے سانپ کا سر کچل ڈالیں گے۔ اپنے خوارق اور کرامات اور تائیدات سے خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی اور زندہ نبوت کا ثبوت دیکر آپ نے برہمو مت اور معًا تمام بے برکت مذاہب کا استیصال کر دیا۔ ست بچن نے سکھوں پر وہ حجت پوری کی اور ایسی سڑک تیار کی ہے کہ دور نہیں نزدیک ہے کہ ان میں کے بہت سے سعید اُس پر قدم ماریں گے اور کامیابی کے آثار تو نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اور بڑی بھاری کامیابی یہ ہے کہ سوسو زیادہ سکھوں کے خواندہ اور معزز آدمیوں نے اس کتاب کو شوق سے خریدا اور اس کی تعریف کی۔

غرض ایک ایک لمحہ حضرت اقدس کا تبلیغ دین اور اعدائے دین سے مقابلہ میں مصروف ہے اور ان اعمال سے آپ صاف بتا رہے ہیں کہ خلافت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کا جائز مستحق اس زمانہ میں صرف آپ ہی کو ہے۔ وللہ الحمد۔ کاش لوگ ان باتوں میں غور کریں۔ تعصب سے فارغ ہو کر حضرت اقدس کے کارناموں کو دیکھیں۔ آپ کی کتابوں کو پڑھیں۔ زمانہ کے تیور پہچانیں۔ وقت کی ضرورت اور مفاسد موجودہ کا مطالعہ کریں۔ [illegible] چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ میرے عزیزو اور بزرگو خدا تعالےٰ فرماتا ہے لئن شكرتم لازيدنكم۔ آج سب سے بڑی نعمت جو خدا تعالےٰ نے تم پر انعام کی ہے اور جس مائدہ سماویہ کی آرزو میں تمہارے باپ دادے راہ تکتے تکتے مر گئے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود ہے۔ جیسے حضرت ابن عباس نے اُس شخص کے جواب میں کہا تھا کہ وہ نعمت قرآن کریم ہے جسکی نسبت قیامت کو سوال ہوگا۔ میں بھی شرح صدر اور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ درحقیقت [illegible] ہے جو رحمٰن خدا نے اس جہان کو عطا کی ہیں بڑی اور لا نظیر نعمت قرآن کریم ہے۔ مگر چونکہ قرآن کی معرفت اور عظمت [illegible] کی نعمت ہمیں آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہے اس لئے ظلی طور پر یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ آپ کا وجود بھی قرآن کی طرح ایک نعمت ہے جسکی نسبت ہم سے قیامت میں سوال ہوگا کہ ہم نے اُسے پا کر خدا تعالیٰ کا کتنا اور کیا شکر ادا کیا۔

میرے دوستو معجزات افسانے ہو چکے تھے نبیوں کے قصص اساطیر الاولین ہو چکے تھے۔ کیونکہ ہر ایک بات ایک زمانہ گذرنے کے بعد اگر کوئی جدید معاون اور زندہ کرنے والا پیدا نہ ہو تو آخر تقویم پارینہ ہو جاتی ہے یہی سنۃ اللہ ہے جیسا کہ فرمایا فطال عليهم الامد فقست قلوبهم۔ تقوے طہارت اور اخلاق فاضلہ کا نشان مٹ گیا تھا۔ قرآن کریم کی جگہ مثنویوں۔ قصیدوں اور غزلوں اور خاندانوں اور خانوادوں کے مختلف وردوں اور حزبوں نے لے لی تھی۔ بے برکت اور مردہ پرست مذہبوں نے خانہ خالی دیکھ کر چاروں طرف سے [illegible] کر دی تھی۔ اس نعمۃ اللہ۔ آیۃ اللہ حجۃ اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات کو انبیاء کے قصص کو تقوی طہارت کو قرآن کریم کی تعلیم و فہم کو پھر از سر نو زندہ کر دیا۔ سو ہم جنھوں نے اسے پہچانا اور صدق دل سے مانا خدا تعالیٰ کی نعمت پوری ہوگئی اور ہم سے بہت بڑا سوال اس نعمت کی بابت ہوگا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرکے شہداء اللہ على الناس ہو جائیں۔

اور ایک بڑی بھاری بات جو ہمیں التزامًا کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ ہماری ہر ایک تقریر میں بحثوں میں مجلسوں میں سفروں میں خلوت کے وقتوں میں غرض ہر حالت میں جہاں تک ہو سکے اس پاک اور بزرگ نعمت کا ذکر تذکرہ ہونا چاہئے۔ کوئی واعظ جو وعظ کرتا ہے کوئی مقرر

جو تقریر کرتا ہے۔ کوئی درس دینے والا جو درس قرآن دیتا ہے اگر وہ اپنی لسانی تک بات کو محدود رکھے۔ اور آسمان اور زمین کے قلابے باتوں میں ملاوے اور ہزاروں داستانیں ادھر کی ادھر کی مجلس کو سنادے مگر مسیح موعود کا ذکر درمیان نہ ہو تو وہ وعظ وہ تقریر وہ درس بے اثر بے مغز اور [illegible] ہے۔

میرے دوستو آج اور کوئی راہ نہیں جس سے خدا نظر آوے۔ رسول پہچانا جاوے اور قرآن کا فہم اور علم حاصل ہو۔ مسیح موعود کے اصول اس کی صحبت۔ اس کے اقوال۔ اس کی کتابیں ہیں جو یہ پاک نور نتیجہ دے سکتے ہیں۔ مسیح موعود کے تسلی یافتہ۔ کشادہ اور پُر نور چہرہ کا مقابلہ دوسرے چہروں سے کرو۔ جسکا چہرہ دیکھکر تم بے اختیار تبسم نہ کرو۔ جس کے پاس بیٹھنے سے تمہارے غم غلط نہ ہوجائیں۔ جسکی تقریر سنتے ہی تمہارے کندھے بوجھ سے ہلکے نہ ہوجائیں۔ وہ بے برکت اور خود ناتسلی یافتہ غیر مطمئن وجود ہے اس سے تم کیا فیض حاصل کرسکوگے۔ غرض ایک ہی اور صرف ایک ہی جادہ ہے جو خدا تک پہونچاتا ہے۔ تمہارا ایک فقرہ اور بات سننے والے کو خوشبو پہونچاوے کہ آئندہ مسیح موعود کا ذکر ہونے والا ہے۔ [illegible] اگر کوئی میری سنے۔ جب سے مجھے اس مبارک انسان کے علم کا چسکا لگا ہے اپنے اور دوسروں کے علم سے مستغنی ہوگیا ہوں وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ پس اس نعمت کی قدر کرو اور خدا تعالے کی برکات لو۔

[illegible] عالیہ کے ہاتھ

امور منزلیہ

ہم نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی میرزا **خدا بخش** صاحب کے گھر میں ۱۲ر محرم الحرام سنہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۲ر مئی سنہ ۱۹۰۷ء بوقت ۵ بجے شام کے دوسرا **بیٹا** پیدا ہوا۔ ۱۷ر مئی سنہ ۱۹۰۷ء کو جمعہ کے دن عقیقہ کیا گیا حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچہ کا نام **حبیب الرحمن** رکھا جناب مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں جو پہلا بچہ ۱۸ر مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوا تھا اور جس کا نام حضرت اقدس نے پہلے عطاء اللہ رکھا بعد میں حضرت اقدس نے اس کا نام **عطاء الرحمن** تبدیل فرمایا ہے کیونکہ یہ بچہ بعض ایسے خطرناک امراض میں مبتلا ہوا تھا جس سے جانبر ہونے کی کوئی امید نہ تھی اس وقت حضرت اقدس کی دعاوں نے [illegible] کی اور محض رحمانیت کے تقاضا سے یہ بچہ بچ گیا اس پر حضرت اقدس نے اس کا نام عطاء الرحمن تجویز فرمایا۔

بہر حال ہم اس مولود مسعود کی ولادت پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یہ دونوں بچے اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ہوں اور اسلام اور اپنے امام کے سچے [illegible] اور ملک اور قوم کے لئے مفید اور مبارک ثابت ہوں۔ آمین

اطلاع

آجکا اخبار پورے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے اس لئے یہ نمبر ۱۸۔ اور ۱۹۔ دو نمبروں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر

عذر تقصیر پر التفات

کئی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ان تمام عذرات کو لکھدیا ہے جو اخبار کی اشاعت میں تعویق اور بے ترتیبی کا موجب ہوئے ہیں۔ [illegible] کے بعد قوم کی خدمت میں جو اپیل کی گئی ہے ابھی تک اس پر توجہ کا شاید ہمارے ناظرین کو موقع نہیں ملا۔ بہر حال ہم اس عدم توجہی اور لاپروائی پر بھی توجہ دلاتے ہی رہیں گے کیونکہ آخر کوئی تو سننے والا اور اس میں امید ان میں ہمارا ساتھ دینے والا بھی ہوگا۔ تین سو سے زائد معزز بارسوخ احباب سے ہم نے اپیل کیا ہے کہ وہ ایک سال کے اندر یا یوں کہیئے کہ ہر سہ ماہی میں ایک قیمت ادا کرنے والا اور پھر سال بھر میں چار خریدار پیدا کرنے والا خریدار دیں۔ اور یہ کوئی بہت مشکل کام نہیں مگر پھر بھی توجہ نہیں کی گئی اگر ایک شخص اس تجویز پر عمل کرے تو ہماری مطلوبہ ۳۴ خریداروں کے بجائے ایک مہینہ میں ۷۵ خریدار پیدا ہوسکتے ہیں بہر حال ہم پھر توجہ دلاتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس طرف توجہ کریں اور ہماری ضروریات کے پورا کرنے میں ہماری مدد کریں تاکہ ہم خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے انکی خدمت گذاری کے واسطے پورے طیار ہوسکیں ہم اسقدر لکھ چکے تھے کہ برادرم بابو امام الدین صاحب سب اوورسیر مری نے ایک جدید خریدار کے نام اخبار جاری کرنے کی اطلاع دی ہم بابو صاحب کے شکرگذار ہیں اللہ تعالے ان کو جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو بھی اسی طرح کام کرنے کی توفیق۔

آمین

ہمارے معاصرین

ہمارا ہمعصر تاج الاخبار ہم کو بعض اخبارات کی ہرزہ درائی اور بیہودہ گوئی کے متعلق جو انھوں نے اپنے کالموں میں کی ہے مناسب تنبیہ کی ہدایت فرماتا ہے گو ہم نے ایک عرصہ سے یہ شیوہ اختیار کر لیا تھا کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں جو معقولیت اور متانت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں لیکن اس خیال سے کہ بعض سعید اور بھولی روحوں کو بسا اوقات ایسی تحریروں پر اکتشاف نہ لینے کی [illegible] کوئی ابتلا آ جاتا ہے یہ ضروری سمجھا ہے کہ مستقل طور پر اس عنوان کے تحت میں جیسا کہ پہلے بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے ایسے نکتہ چینوں کا قرار واقعی جواب دیا جائے۔ آج ہم مختصر طور پر بعض اخبارات کی تحریروں پر [illegible] ہیں۔ [illegible]

نیم طبیب خطرۂ جان

کچھ دنوں سے دینا نگر

ہمارے پڑوس سے ایک عیسائی اخبار نے ابن یوسف ✠ کی خدائی ثابت کرنے کے لئے جنم لیا ہے اور طبیب عام نام رکھا ہے۔ مثل مشہور ہے نیم طبیب خطرۂ جان۔ نیم طبیب نے جنم لیتے ہی اپنے کھاتے پیتے جگتے سوتے خدا کی سنت کی تقلید کی ہے۔ اور حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے مردہ خدا کی موت کا بدلا لینے کے واسطے آپ کے ایک سخن اور قابل تقلید فعل پر نکتہ چینی شروع کر دی چنانچہ اس نو زائیدہ طبیب نے "لہو لگا کر شہیدوں کے عنوان" سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور اس کے تابعین اس موقعہ پر نہ چوکے ۵۰۰ روپیہ چندہ ٹرانسوال میں بذریعہ گورنمنٹ کے روانہ کیا ہے۔ راوی۔ اپنے ملک کے قحط زدوں کے لئے معلوم نہیں کب الہام ہوگا یا مسیح کا خون عشاء ربانی کی شراب میں پینے پینے لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے کا فقرہ خوب یاد رہا ہے۔

نیم طبیب کی اس رائے کو پڑھ کر ایک دوربین فرزانہ اس نکتہ پر پہونچے گا کہ درپردہ یہ عیسائی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کا دشمن ہے اور وہ پسند نہیں کرتا کہ تاج برطانیہ کی وفادار رعایا اور انگلستان کے پیارے بچوں کی حمایت اور امداد کے لئے گورنمنٹ کا کوئی سچا خیر خواہ کچھ دے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ دیسی عیسائی اس چندہ میں جہاں تک ہمارا علم ہے شریک نہیں ہوئے۔

تاج الاخبار نے خوب لکھا ہے کہ ان طعنوں سے مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید اور [illegible] طبیب کی [illegible] کچھ نہیں ہو سکتی۔ دینا نگری نے حضرت اقدس پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے سچ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

کاش اسکو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ قحط طاعون وغیرہ آفات کے متعلق حضرت اقدس نے کس ہمدردی اور دلی جوش کے ساتھ اہل ملک کو توجہ دلائی ہے۔ چونکہ ان امراض شدیدہ کے اسباب فسق و فجور کی کثرت اور اہل دنیا کی کورانہ زیست ہے جسکو کفارہ کے اخلاق سوز اور گناہ افزا مسئلہ نے مدد دی ہے اس لئے حضرت اقدس نے صلیب پر لٹکائے ہوئے خدا کو (جو ایک عاجز بندہ تھا) انسان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ کفارہ کی ناپاک تعلیم سے دنیا کو بچائیں اور اس طرح پر قحط و طاعون کے دفعیہ میں اہل ملک کی ہمدردی کی ہے اگر آپ کو واقعی ملک کے قحط زدوں اور وبا زدہ لوگوں سے ہمدردی ہے تو آئے آپ بھی کسر صلیب کے لئے ہمارے مددگار رہوں تا دنیا میں پاک اخلاق اور تقوی اور طہارت کی روح پھونکی جائے اور خدا کا فضل اور جلال ظاہر ہو اور قحط اور وبا دم کی دم میں دفع ہوں۔

ست دھرم پرچارک اور خطبہ عید اضحیٰ

آریہ سماج کا آرگن مسئلہ نیوگ کا حامی ست دھرم

پرچارک [illegible] نمبر میں حضرت اقدس کے عید اضحیٰ کے خطبہ کو پڑھ کر آپنے آپ میں نہ رہ کر نہایت بیہودہ طور پر ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں [illegible] آیا ہے [illegible] کی مفصل جواب ہمارے ایک بھائی شیخ محمد حسین نے میاں میر چھاؤنی لاہور سے بغرض اندراج روانہ کیا ہے جسکو ہم بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کر سکتے اور خود چند ریمارک کرتے ہیں ست دھرم کی کی تحریر کا خلاصہ اتنا ہی ہے۔

(۱) مرزا صاحب گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں۔ اور وہ خود حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھی۔
(۲) لیکھرام کے قتل سے دین محمدی کی کمزوری ثابت ہوئی۔
(۳) نیوگ اور تناسخ پر گندے اعتراض کئے ہیں۔
(۴) اس خطبہ کا اثر مستورات پر کیا پڑا ہوگا۔

جہاں تک ہم نے ست دھرم پرچارک کو غور سے پڑھا ہے اس میں یہی چار باتیں ہیں جو ایک متانت اور معقولیت کے مدعی نے چھکڑے

✠ انجیل سے ابن یوسف ہی نکلتا ہے۔ ایڈیٹر

پھکڑ الفاظ میں بیان کئے ہیں۔ ہم مختصر طور پر ان امور خمسہ پر بحث کرتے ہیں۔

امر اول کے متعلق پرچارک نے گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق اپنے دلی جذبات کا اظہار کر دیا ہے اور گورنمنٹ کی قابل قدر عطا کردہ آزادی سے صاف انکار کیا ہے۔ جب کہ یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھے۔ حالانکہ حضرت اقدس کبھی خاموش نہیں رہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں ہر وقت لگے ہوئے ہیں۔ ہزاروں اشتہارات اور رسالجات انگریزی اردو عربی زبانوں میں کرکے دن رات شائع ہو رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وہ خاموش تھے کسقدر گندہ جھوٹ ہے۔ خوشامد پسند انسان اخلاقی جرأت سے محروم ہوتا ہے گورنمنٹ کو خوشامد پسند کہنا گورنمنٹ کی توہین اور اس کی نسبت بد دلی کے خیالات پھیلانا ہے۔

یہ آریہ سماج کا خاصہ ہوگا کہ وہ اپنے محسن کی قدر شناسی نہ کرے بلکہ محسن کشی کے لئے طیار ہو جائے اگر پرچارک کا یہی منشا نہیں اور وہ گورنمنٹ کا وفادار کہلاتا ہے تو پھر اسے حضرت اقدس کے گورنمنٹ کی تعریف کرنے کو خوشامد نام رکھتے ہوئے شرم آنی چاہئے تھی اسلام چونکہ محسن کے ساتھ عمدہ سلوک کی تعلیم دیتا ہے اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اس لئے حضرت اقدس کا گورنمنٹ کی تعریف کرنا خوشامد نہیں بلکہ احکام قرآن کی بجا آوری ہے برخلاف اس کے آریہ مت کا کچھ اعتبار نہیں جسمیں منافقانہ طور پر کام لینے سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اور پرچارک کا یہ کہنا کہ حکام کی دھمکی سے خاموش تھے گورنمنٹ یا اس کے حکام پر سخت الزام ہے گویا وہ کسی کی جائز مذہبی آزادی میں حارج یا مخل ہوتی ہے حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو آج آریہ مت کا پرچارک آپ یوں نہ کر سکتے تھے اصل بات یہ ہے کہ جو شخص محسن کی تعریف اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلقات کو خوشامد کہتا ہے اس کے دل میں صفائی نہیں اندر ہی اندر وہ اس محسن کا بغلی دشمن ہے اور وقت پر محسن کشی کے لئے طیار ہے۔ گورنمنٹ کو ایسی تحریروں پر خاص طور سے نوٹس لینا چاہئے۔

امر دوم کے متعلق ہمکو تعجب ہے کہ کیا کہیں۔ پرچارک لیکھرام کی موت کو دین محمدی کی کمزوری ٹھیراتا ہے شرم کی بات ہے کہ لیکھرام نے خود نشان طلب کیا اور اس پیشگوئی کا اپنے منشاء کے موافق پورا ہو جانا اسلام اور آریہ مت کی صداقت کا نشان ٹھیرایا ہے۔ اب لالہ منشی رام کو بعد میں ہوش آیا اور اسکو اسلام کی کمزوری کا موجب بتایا۔ چہ خوب بریں عقل و دانش بباید گریست۔ لیکھرام کے ان خطوط کو پڑھئے جو شائع ہو گئے ہیں۔ ایک عام عقل کا آدمی بھی اسکو کمزوری نہ کہے گا۔ بلکہ صداقت اسلام کے لئے دلیل ٹھیرائے گا۔ کیونکہ جب قبل از وقت مدت موت صورت موت وقت موت سب کچھ بتلایا گیا اور بالمقابل اس نے حضرت اقدس کے تین سال کے اندر ہیضہ سے انتقال کر جانے کی پیشگوئی شائع کی اور وہ جھوٹی نکلی اور خود شش سالہ پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوا تو آریہ مت کی کمزوری ثابت ہوئی یا اسلام کی۔

امر سوم کے متعلق نہایت گندے پیرایہ میں یہ کہا ہے کہ گویا حضرت اقدس نے بگڑ کر اعتراض کئے ہیں عقل کے دشمن پرچارک کو حضرت اقدس کی پاک ذات پر ایسا اتہام لگاتے ہوئے شرم آنی اگر ست کو قبول کرنے کا مدعی ہے اور ست دھرم کا حامی ہے تو انصاف اس امر کا مقتضی تھا کہ وہ اس گندی تعلیم کو بید کے سر تھوپتا یا اپنے سوامی دیانند کو کوستا جسنے اسکی اشاعت کی۔ کیا نیوگ بید کی رو سے جائز نہیں؟

کیا نیوگ کی یہ قسم نہیں کہ اگر کسی آریہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے بیرج داتا سے ہم بستر کرا کر اولاد لے۔ اور اس طرح پر دس خاوند سے اولاد لے سکتی ہے؟

اگر یہ ہے اور ضرور ہے اور ہم اسپر صاد کرتے ہیں کہ یہ ناپاک حیاسوز اور گندی تعلیم ہے تو کیا یہ بید کی اور **سوامی دیانند** کی مہربانی نہیں پر کس قدر شرم کی بات ہے کہ یہ ناپاک الزام اپنی **پستک** اور گرو پر نہ لگایا حضرت اقدس نے تو عین ہمدردی کی راہ سے سمجھایا ہے کہ اس قسم کی تعلیم خدائے قدوس کے چشمہ سے نکلی ہوئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔

پھر تناسخ کے متعلق بھی ایسا ہی اعتراض آپ نے کیا ہے مگر افسوس اس کا جواب کچھ نہیں دیا۔ کاش کوئی جواب دیا ہوتا۔ جب کہ تناسخ آپ کے بیدوں اور سوامی دیانند کے معتقدات کی رو سے

سچ ہے تو پھر آپ ہی بتلائیں کہ اگر ایک شخص کی ماں یا بہن دوسرے جنم میں اُس کے بیاہ میں آکر ہم بستر ہو جاوے تو اس ناپاکی کے روکنے کے واسطے بید یا سوامی دیانند صاحب نے کونسا امتیاز اور نشان بتلایا ہے اور تناسخ کے متعلق کونسی فہرست دی ہوئی ہے جس سے آپ کو یقین ہو جاوے کہ آپ تناسخ کو ماننے ہوئے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کر سکتے جب تک آپ معقول طور پر اُن اعتراضات کا جو خطبہ میں مذکور ہیں جواب نہ دے لیں یہ سارا گند

عطائے تو بلقائے تو

آپ کے گھر ہی رہے گا سارا بیدوں اور سوامی صاحب کے سر پر ہی تھوپا جائے گا۔

پھر آپ ارچہارم میں کہتے ہیں کہ مستورات پر اس خطبہ کا کیا اثر پڑے گا۔ ہم کو تعجب ہے کہ اس سے پرچارک کی کیا غرض ہے۔ اس خطبہ کا جیسا پاک اثر مستورات پر پڑ سکتا ہے اس کا تجربہ آپ خود کر لیں مستورات کو بدکاری سے سخت نفرت ہوگی اور نیوگ اور تناسخ کی ناپاک تعلیم سے بیزار ہو جائیں گی اور اس کا اثر کیا پڑے گا۔ مگر آپ براہ کرم اتنا تو بتلائیں کہ جب وہ یادیں کنیاؤں کو ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاتی ہوگی اور اس میں نیوگ کی فضیلت اور اس کے طریقے بیان کئے جاتے ہونگے وہاں کیا اثر پڑتا ہوگا؟ کیا بیچاری کنواری کنیاؤں کے جذبات کو اپیل نہ ہوتی ہوگی؟ اور جب کالو رام کی معرفت دیا ہوا نیوگ کا اشتہار جو آریہ گزٹ میں چھپا ہے عورتوں نے پڑھا ہوگا تو اس کا اثر آپ کے نزدیک کیا ہوا ہوگا؟ جناب پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ لیا ہوتا۔ یہ سب کچھ آپ کا ہی ساختہ پرداختہ ہے۔ حضرت اقدس نے تو ان عقائد کی برائیوں اور قباحتوں کو متانت کے ساتھ دکھایا ہے تا جو پاک دل ہوں وہ اس سے فائدہ اٹھاویں ہاں جنکو صرف اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے کے ساتھ ہمبستر کرانے کی تعلیم پاک اور پسندیدہ معلوم ہو اور وہ اس ناپاک فعل سے باز نہ آوے تو آپ ہی بتلا دیں ہم اس کا کیا انتظام کر سکتے ہیں۔

بالآخر ہم ستت دھرم پرچارک کے لائق ایڈیٹر کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بیجا نکتہ چینی سے اپنی وقعت نہ کھوئیں اگر وہ ان تعلیمات کو ناپاک سمجھتے ہیں تو آئندہ آریہ سماج کے عقائد سے ان کو خارج کریں۔ تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے

شعر

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

ہمکو امید ہے کہ اگر آپ کا یہ اصول ہے کہ ست کے لینے کے لئے ہمیشہ طیار رہنا چاہئے تو ہماری ان بے لاگ باتوں کو قبول کریں گے۔ ورنہ پہلے سے بڑھکر جھگڑا بازی سے کام لیں گے۔ بہر حال ہم نے سچی ہمدردی کے ساتھ آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

خیر مقدم

ہم نہایت خوشی اور انبساط سے اس خبر کو درج اخبار کرتے ہیں کہ کل ۲۳ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو حضرت مولانا و بالفضل اولانا **سید محمد احسن** صاحب امروہی دار الامان میں وارد ہوئے۔ حضرت مولانا موصوف کی تشریف آوری کوئی نئی بات نہ تھی مگر ابکی تزیہ ہمارے [illegible] علیہ السلام

کی صداقت کا ایک نشان بنا دیا ہے اور اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ مولانا صاحب امروہہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں بوجہ ضعف اور بعض دیگر ضروری امور کے پیش آجانے کی وجہ سے دار الامان میں جلد نہ آسکے آپ کو فطرۃً مخالفوں نے جنکی سرشت میں کذب کی خباثت کا خمیر ہے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ جناب سید صاحب کو حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے انکار ہو گیا ہے وہٰذا بہتان عظیم۔ اور اپنے طور پر انھوں نے اس خبر کو مشہور کرنیکی کوشش کی۔ ہم اسوقت اور کچھ کہنا نہیں چاہتے نیک دل خدا ترس لوگوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مرزا صاحب کے مخالف ہیں جنکو صریح جھوٹ بولتے ہوئے خدا تعالیٰ کی لعنت کا خوف نہیں اور انکی اسی کورانہ فطرت نے انکو حضرت اقدس کے دعاوی اور پاک تعلیمات کو اپنے خود ساختہ پیرایوں میں بیان کرکے لوگوں کو بدظن کرنیکی کوشش کی ہے۔ ان بھیڑیا صفت بھیڑیوں سے دور بھاگو اور انکی نرم نرم باتوں پر اعتبار نہ کرو۔ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب نے اخلاص اور محبت میں امام علیہ السلام کے جو ترقی کی ہے اسکا اظہار ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے۔ وہ آجکل دار الامان میں ہیں ان کے نام کے خطوط وغیرہ یہاں آنے چاہئیں۔

حیدر آباد دکن

سے پانچ آدمی سوقت دار الامان میں حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اٹھا رہے ہیں۔ جنمیں سے حضرت مولانا **سید محمد سعید** صاحب اور مولانا **سید محمد رضوی** صاحب وہ بڑے سرگرم اور پرجوش اور غیور احمدی ہیں جنکی سعی اور کوشش سے حیدر آباد دکن میں ایک مستقل جماعت حضرت اقدس کی بفضلہ تعالیٰ قائم ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کی کوششوں میں برکت اور ہمت دے اور انکو سرتاپا نور بناوے آمین۔

مطبوعات

۱۔ حضرت اقدس کا عربی خطبہ علیحدہ بھی چھپ گیا ہے۔ اسکے علاوہ تین ضروری اور عجیب اشتہارات [illegible] گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔ لیکچر صاحب لاہور سے ایک فیصلہ کی درخواست ۔ اشتہار معیار الاخیار ۔ منارۃ المسیح پر چار اشتہار انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی شائع ہونیکی اُمید ہے۔ ایڈیٹر

یہ رسالہ سراج الحق بھی ایک ہفتہ تک [illegible] چھپ کر تیار ہو جائیگا۔

مُمیرے کا سُرمہ

مُصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خالص ممیرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے [illegible] مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ بلم اور اندر کی جھلی کا زخم اور انکھ میں پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

[illegible] میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ممیرے کا تحفہ [illegible] نے ایک زیر علاج مریض مسماۃ ام دیوی بعمر ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے [illegible] پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سُرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے [illegible] تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکورہ سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں بہت [illegible] میری رائے میں خاصکر ان دو مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے ورد دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم [illegible] ڈاکٹر (ایچ) ایم اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہندوستان

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے [illegible] بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا بمنہ تعالیٰ

سے بہرہ ور کیا۔ جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا۔ اور ہمیں اپنے زمرۂ خدام میں شمولیت کا فخر بخشا۔ اس مبارک پیوند کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ صدق اور راستی سے محبت ہو گئی۔ اور ہر ایک قسم کے جہل اور تاریکی سے نفرت ہو گئی۔ اور دل جو ابھی کسی قسم کے بد اثر سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اس نیک محبت سے فیضیاب ہوئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر و ختم الرسل ہیں اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑ ہیں فائق درجہ کا انس ہو گیا۔ اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود کی دعا سے خدا تعالےٰ کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔ ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی۔ روحانی طور پر بھی ہم ایک ہی باپ کے فرزند ہو گئے۔ اور ماسوا اس محبت کے تعلق کے قلوب کو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے لئے یک جان دو قالب تھے۔ جبکہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے۔ تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح میں بھی اندوہ و غم و کرب میں مبتلا ہو کر فراق میں ہلاک ہو جاتا۔ مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی۔ اور وہ یہ کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جو کہ اس امام زماں کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہو چکا تھا۔ یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں سلسلہ

کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا اور جو صبر اور استقلال اس نے اپنے اس ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا اس کی اس زمانہ میں بہت ہی کم نظیر ملتی ہے یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی۔ اور وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر ایسا شاکر تھا۔ جیسے کہ کوئی دنیا دار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ منہ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم با مسمیٰ ایوب نے اُف تک نہ کی۔ اور آخری سانس تک بیماری کے دکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔ اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگنے میں گذرتا تھا اور کئی راتیں اس نے اپنی آنکھوں میں گذاری تھیں۔ اس نے کبھی ناشکری نہ کی اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا منہ سے نکالا۔ میں بارہا ساری ساری رات کھانسی اور بے آرامی میں دیکھتا تھا مگر جب کبھی میں اس کو پوچھتا تھا کہ بھائی کیا حالت ہے۔ تو جواب دیتا تھا کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔ میں طبیب ہوں میں نے ہزارہا بیمار دیکھے ہیں۔ بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے اور متعلقین تیمار داروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے۔ مگر میں نے اسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا۔ کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا اور اس کی نازک حالت کو دیکھکر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھ سے آنسو بہاتا۔ تو وہ بڑی مضبوط دل

اور واثق یقین سے اسکو تسلی دیتا اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ میں تو اسکی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ وہ اعلےٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو جس سے اسکو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا اور اسکی اخیر ایام میں بڑی بھاری یہی آرزو تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو اور مرنے کے وقت کلمہ شہادت اور کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخر الزمان پر ایمان ہے۔ بس یہی اس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود کا خط جن سے وہ کامل درجہ کا عشق رکھتا تھا۔ اس کے عین نزاع کی حالت میں [illegible] خط اسوقت اس عزیز کو جو خدا تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا۔ سنایا گیا۔ اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جسکو کہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا اس کے منہ اور آنکھوں سے لگا کر اس کے سینہ پر رکھدے گئے اس کے بعد معًا وہ پاک روح ہمارے پاس سے پرواز ہو گئی۔ گویا کہ اسکو صرف اس خط کی انتظار تھی۔ یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور اس کی زندگی ابرار کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم میں اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی مگر دین اور خدا شناسی میں وہ اس ۲۵ سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہونچ گیا تھا۔ کہ کروڑہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی

اور اس جہان میں ہی اُس کا تعلق اُس جہان سے نزدیک تر ہوگیا تھا۔ اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ایسا پُر تھا۔ کہ گویا وہ سارا ہی اُس کا ہوگیا تھا۔ اس لئے اُس رب السموات و الارض نے اسکو اپنے ہی پاس بلا لیا۔ اور یہ سب فضل اور برکت اور حسن خاتمہ اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دعا کا نتیجہ تھا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جاں نثار ثابت ہو۔ جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور و مرحوم ایوب بیگ تھا خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو۔ جیسا کہ اس عزیز کا ہوا۔ آمین۔

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقوی کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت تھی۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہوگا جو ذیل میں درج ہیں۔ اول خط وہ ہے جسکا کہ پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ وہ اس عزیز کے دم واپسی کے وقت ملا اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس وقت جو ہیں دوسرا اور موسمی تپ سے یک دفعہ بیمار ہوگیا ہوں مجھکو تار ملا۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید نہیں ہونا چاہئیے میں تو سخت بیماری میں بھی آج سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں۔ جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اُس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملا میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت میں اُن کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہوگیا ہے۔ مشکل سے کچھ اندر جاتا ہے اس کے جوش سے تپ بھی ہوگیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے قابل نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اُٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا اسٹیشن گیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل تیل دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہونچی یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی اور معلوم نہیں کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچہ خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ سے کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام

۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا وہ تار جسکا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا۔ آخر کل عصر کے بعد پہونچا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پُر تھا۔ اسکی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہونچا اللہ تعالیٰ تمہیں اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے۔ اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہوگا۔ اور اسکی بیوہ عاجزہ پر کیا گذرا ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشو و نما یافتہ جو اُمید کے وقت پر پہونچ گیا تھا۔ یکدفعہ اسکا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے

اللہ جلشانہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی۔ کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ کہ یکدفعہ الہام ہوا

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے۔ جس کی ایسی موت ہو۔ ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بحزن اس کی شفا کے لئے دعا کی تب خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑوں سے اکٹھی کر کے بنائی گئی ہے۔ اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر سے لے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے گویا زمین پر چاند بچھا یا گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی۔ اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی تعزیت کا پیغام پہونچا دیں۔ خدا نے جو چاہا وہ ہو گیا۔ اب صبر رضا درکار ہے۔ رَبِّ اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔ والسلام

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیر کو فرصت نہیں رکھتا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں۔ اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ سب صاحبان کی طرف لکھا ہے۔ تاکہ جہاں جہاں آپ ہوں آپ کو اس واقعہ ناگزیر کی خبر ہو۔ اور سب صاحب اس مرحوم و مغفور کے لئے اگلے جہان میں ترقی مدارج و مغفرت کی دعا کریں۔ وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا۔ اور ہر ایک کی محبت اس کے دل میں تھی۔ اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبوں کو آخری سلام پہونچے۔ اس عزیز نے عمر تھوڑی پائی مگر اس کی صلاحیت اور تقوے کا لمبا قصہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اسکو ایک کتاب کی صورت میں آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کروں۔ اس کی زندگی اور موت تو نمونہ تھی ہی۔ اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اسکو اولیاء اللہ وانبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں جنت کے ثمار کھاتے اور خوش و خرم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے۔ شاید کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے۔ اور اس نور کے چشمہ کی طرف ہمہ تن رجوع کرے جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے۔ تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے مخفیہ در مخفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے اور ایمان کا پودہ اس سے نشو و نما پا جاوے۔ اور یہ اس

کی نجات کا موجب ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے کوئی بات جھوٹ کہنے پر مجبور نہیں کرتی۔ کہ اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اس خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالے کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو۔ جو کہ اس آخری زمانہ کا درمان ہے اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کشایش رزق چاہتے ہو تو بھی اس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ کیونکہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا اور اپنے حکام وقت کی پوری پوری اطاعت کرنا بھی جزو ایمان ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اپنا دینی فرض سمجھ کر اپنی اس عادل گورنمنٹ کی اطاعت نہ کرے گا۔ بلکہ مجبوری اور اکراہ کے طور پر کریگا تو وہ منافق بنے گا۔ اور اس کو اس کا ایسا عمل کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اور اس کو وہ دلی سرور اور ذوق اور وہ بہشتی زندگی جو ہر ایک مومن کے لئے اسی دنیا میں شروع ہو جاتی ہے کبھی نصیب نہ ہوگی۔

فقط والسلام

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

بی۔ اے۔ ایل۔ ایم

ایس اسسٹنٹ سرجن از

فاضلکا ضلع فیروزپور

۵ ار مئی سنہ ۱۹۰۶ء

کم سے کم اسکو تین بار ضرور پڑھو - جمال

خُطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو بتقریب جلسہ عید اضحٰی پڑھا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

ترجمہ یہ کتاب برکت والی ہے جسکو ہم نے اُتارا اس کی پیروی کرو اور تقوی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود و نصارے پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم اُس کے سمجھنے اور پڑھنے سے قاصر تھے۔ یا یہ عذر کرو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن دونوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے پھر اب تو خدا کی طرف سے کھلی دلیل۔ ہدایت۔ رحمت۔ آگئی وہ بڑا بدکار اور ظالم ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور اُن سے ہٹ جاتا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے مُنہ پھیرتے ہیں اُنکے اعراض کے بدلے سخت سزا دیں گے۔

اس وقت مجھے اپنی جماعت کو خدا تعالے کے اُس انعام کی نسبت چند ایک باتیں سُنانی ہیں جو اس زمانہ میں ہم پر نازل ہوا ہے وہ ہے خدا کے برگزیدہ مامور۔ مرسل مسیح موعود۔ کا پاک وجود جو سب نعمتوں سے بڑھکر انعام ہے جو اس زمانہ میں ہم پر ہوا اور خدا نے بڑا ہی کرم کیا کہ محض اپنے فضل سے ہمکو اُس کی شناخت کی توفیق عطا فرما کر اس نور سے حصہ لینے کا موقع عطا فرمایا ہے

میرے دوستو۔ میں اس فضل عظیم کے متعلق آپ لوگوں کو کچھ باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ مینے ان آیات کو اپنے خطبہ میں اختیار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں ایک سبق ہے جو غور کرنے والوں کے لئے خدا تعالی نے ودیعت رکھا ہوا ہے۔

ان آیتوں میں جو مینے پڑھی ہیں خدا تعالے عرب کی قوم کو جنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں انعام کیا ایک بات اور اس بات میں سوچنے کی طرف متوجہ فرماتا ہے کہ آپ کیسے وقت میں اور کیسی ضرورت میں اور کیوں مبعوث ہوئے اور اشارۃ النص کے طور پر سمجھاتا ہے کہ آپ سے مستفیض ہو کر کیونکر وہی امّی اور مشرک عرب یہود اور نصاری سے بڑھکر ہدایت یافتہ ثابت ہوئے اور اُس بیّنہ اور رحمت سے وہ نور توحید کے وعظ اور تمام جہان پر شرک اور اعراض عن اللہ کا حکم لگانے والے ٹھہرے۔ عربوں کی فطرت کچھ ایسی بنائی گئی تھی کہ باوجودیکہ توراۃ و انجیل مدتوں سے انکی ہمسایہ تھیں مگر اُنھوں نے اُسکا کوئی پرتو دل پر کبھی پڑنے نہ دیا۔ ایران اُنکا ہمسایہ تھا مگر زردشتی مذہب کے مقابل اُن کے آہنی پھاٹک ہمیشہ بند رہے اور عموم طور پر جنگل کے فرزند اُس نفرت انگیز بھیانک تعلیم سے محفوظ رہے۔ ہند کا شرمناک یا شرمگین وید ہمالہ کی آہنی دیوار اور انڈس کے طوفان خیز موجوں سے نکل کر ان مرد آزما شتولوں میں جانے کی کبھی جرأت نہ کرسکا۔ عرب کی یہ معصوم اور محفوظ فطرت جو ان اسباب کے تاثیر و ترغیب کے مقابل تحقیر کا قہقہہ لگاتی۔ اور ان تمام پھاٹکوں کے سینہ پر دست رد مارتی۔ یہ خدا تعالی کی طرف سے کھلا اشارہ اثبات کی طرف تھا کہ وہ قوم اور وہ ملک جسکو کوئی مادی کوئی مصنوعی راہ ہدایت پر نہ لاسکا جسے کسی زبردست سے زبردست ریفارمر کا اثر قبول نہ کیا۔ اور جسکی صلاح کی طرف سے بالکل مایوسی ہوتی اُس کی اصلاح کسی واقعی علی اور نورانی عظیم الشان مصلح کی محتاج تھی اور درحقیقت کسقدر واجب التعظیم اور فخر بشر وہ مصلح تھا جس نے ایسی قوم کو سنوارا جن دلوں کو ید بیضا مسخر نہ کرسکا۔ جن مردوں کو دم عیسی جلا نہ سکا۔ اُن کو آکر اُس حاشر صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر جلایا اور زندہ کیا جس کے قدموں پر سرکشوں نے گردنیں نوا دیں۔ درحقیقت صاف معلوم ہوتا ہے کہ عرب کی فطرتوں کے قالب ایسے بنائے گئے تھے کہ قرآن کی پاک تعلیم کی روح کے سوا اُنھیں اور سڑی گلی تعلیموں سے مناسبت ہو سکتی نہ تھی۔ خدائے ذوالجلال سے پوری نسبت پیدا کرنے کے لئے فطرۃً ایک مردانہ اور صاف دل قوم وہ بنائی گئی تھی۔ عیسویت کا زنانہ صنم جو خدا کی ہلاکت اور تجسیم کی شکل میں وضع کیا گیا ہے اُن مردانہ فطرتوں اور فطرۃ اللہ کے سادہ آئینہ میں بیچون و چرا صانع عالم کے تماشائیوں کے مناسب حال نہ تھا اُن کی جنگلی اور کبھی سر نیچا نہ کرنے والی فطرت ایسی بزدل مغلوب مار کھانے والے اور موت کے نخچیر لاغر خدا کو کب ماننا گوارا کر سکتی تھی

غلامی اور ذلت اور نکبت اور جلا وطنی کا نتیجہ پیدا کرنے والا بے برکت کیش یہود ان پر کب جادو چلا سکتا تھا۔ ان کے لئے اولاً و بالذات اور جہان کے تمام سلیم دلوں کے مناسب ان کے وسیلہ سے وہی پاک بے لوث مذہب تھا جو انھیں دنیا کے حقیقی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا۔ اس نور نے آکر ان قوموں پر حکم لگایا کہ وہ خود تاریکی کے اتھاہ کنوئیں میں پڑی ہیں اس نے ان کو ملزم کیا کہ انھوں نے ناجوانمردی اور تنگ دلی سے خدا کے صادق بندے مسیح اسرائیلی کو صلیبی لعنت کی موت کے داغ سے داغدار مانا ہے۔ اس نے یہود کی ذلت اور غلامی اور تفرقہ اور ان کا ایک نبی کا انتظار کرنا انہیں حجت ملزمہ گردانا کہ وہ اپنے اعمال و اقوال سے خود اپنے گواہ آپ ٹھہر چکے ہیں اور ایک مصلح نبی کی ضرورت کے معترف ہیں۔ غرض عرب کی بناوٹ ایسی تھی کہ یہود و نصاریٰ کے قرب وجوار کا کوئی اثر ان کے فطری سادہ مذہب اخلاق اور تمدن پر نہ پڑ سکا۔ [illegible] خدا تعالیٰ نے ان کی طبیعتوں کی ایسی قلعہ بندی کر دی تھی کہ کوئی خارجی اثر ان میں در آ نہیں سکتا تھا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہمارے ملک میں مسلمان غیر قوموں کے چند روز ہمسایہ رہ کر ان کے اخلاق عادات طرز بود و باش سے اس قدر حصہ لے بیٹھے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ یہ قوم عرب کے مذہب کے پیرو ہے ہندوؤں کے محسوس و مرئی بت اور ٹھاکر دوارے بزرگوں اور ان کی قبروں کے رنگ میں تبدیل کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا سیدھا سادہ صاف مذہب اسلام بت پرست مشرک ہندوؤں کے ویدانت مت کا معلم بتایا گیا اور دعوے کیا گیا کہ وحدۃ وجود کا مشرکانہ اصول اس کی غرض و غایت ہے۔ انسانی فطرت کے مطابق ایک ہی عظیم الشان حزب اور وظیفہ پانچ وقت کی نماز دیا گیا تھا وہ مشرک ویدانتیوں کی تاثیر صحبت سے مخلوق کے تراشے ہوئے وظیفوں اور انسانوں کے نام جپنے سے بدلا گیا۔ آہ آہ آہ مسلمانوں نے کیا گنوایا اور اس کے عوض کیا پایا۔ غرض قرآن کریم میں توریت اور انجیل کے مقابل یہ اعجازی اثر کس راہ سے آیا جس نے ان مضبوط اور ممتنع قلعوں کو فتح کرلیا اس راز کا حل یہ ہے کہ قرآن کریم میں دلوں پر قبضہ پا لینے اور دلوں کی فطری اور حقیقی تمناؤں کے پورا کرنے کی مقتدر تاثیر ہے۔ قرآن کریم ایک چراغ ہے جو دوسرے لاکھوں چراغوں کو روشن کرسکتا اور نمک ہے جو قلوب کے دائمی فساد کی اصلاح کرسکتا ہے۔ قرآن میں دو بڑی بھاری خصوصیتیں ہیں ایک تعلیم کامل دوسری تزکیہ کامل۔ یعنی قرآن نرا کانوں کو ہی نہیں سناتا اور اس کی باتیں انجیل کی چکنی چپڑی باتوں کی طرح کانوں تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے دلوں میں اس تعلیم کو اتار دیتا ہے۔ یہی معنے ہیں اس کے هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے خداوند حکیم نے اس کے اندر ایسی شوکت اور نور اور قوت افاضہ رکھدی ہے جو لامحالہ قلوب کو مسخر کرلیتی اور ان کو عملی نمونے بنا کر چھوڑتی ہے قرآن کریم کی یہی خصوصیت اور امتیازی علامت کہ وہ اپنے پیرو کو آسمانی تائید یافتہ اور نورانی اور دوسرے مذاہب کے پیرودں سے ممتاز دکھا دیتا ہے اور اس کے نور کو متعدی ثابت کر دیتا ہے غرض اس کی یہی خصوصیت ہے جسکو ان لفظوں میں بتایا گیا ہے وهذا كتاب انزلنه مبارك یعنی توریت و انجیل بے ثمر اور بے نور اور بے برکت ہو گئیں تھیں اس لئے اس مبارک کتاب کی ضرورت پڑی۔ یہ نرا دعویٰ ہی نہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہی عرب جن پر اثر ڈالنے سے توریت و انجیل بے برکت ثابت ہوئیں اس لئے کہ درحقیقت وہ اپنے پیرووں پر بھی کوئی بابرکت اثر نہ ڈال سکی تھیں وہ عرب قرآن کریم کی بابرکت تعلیم سے فیض پا کر تمام جہان کا معلم و رہنما بنا۔ اور برق کی طرح اپنے مرکز سے نکل کر شام ایران تاتار ہند سندھ چین وغیرہ پر پرتو فگن ہوا۔ گویا عرب کا قلب کل سلیم الفطرت والوں کا قلب تھا اس لئے اس کا تبدیل پانا سارے جہان کا تبدیل پانا اور نورانی ہونا تھا۔ اور جہان کی بالقوہ پاک قوتیں اسی زبردست کی تحریک کی منتظر تھیں۔ اب پھر غور کرو کہ وہ برکت کیسی برکت ہے جو قرآن کریم کو بخشی گئی ہے جس کی ایسی زندہ لانظیر تاثیر ہے۔ وہ برکت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زندہ نشان اور اقتداری خوارق رکھے گئے ہیں جو فطرتوں کی تبدیل اور ان کو مسخر اور متاثر اور مرعوب کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہیں۔ جیسے خود خداوند عالم میں جلالی اور جمالی دو صفتیں ہیں اور وہ اپنی کامل ہستی کا ثبوت آپ اپنے اقتداری اور قہری نشانوں اور سطوتوں سے دیتا ہے اور اماتت اور احیا اس کے مقتدر ہاتھ کے ہیبت انگیز تماشے ہیں قرآن کریم کے اتباع میں بھی یہی قدرت اور زندہ تاثیر رکھی گئی ہے۔

قرآن کریم نے اپنے پہلے نمونے اول المسلمین بشیر و نذیر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک میں ظلی طور پر خدا تعالے کی ان صفات کا کامل ظہور دکھایا ہے تاکہ وہ خدا کا حقیقی خلیفہ ثابت ہو اور پھر یہ اقتداری تاثیر اس زمانہ اور ایک ہی شخص تک محدود و مقصور نہیں رہی بلکہ ہر زمانہ میں اس کا ایک پیرو اُسی اصلی نمونہ کا موجود رہتا ہے جو اقتداری نشانوں امانت اور احیاء سے ثابت کرتا ہے کہ قرآن کریم ایک زندہ اور بابرکت کتاب ہے۔ اور خدا تعالی کی ہستی اور اُسکی صفات کاملہ کی نسبت زندہ اور ترقی کن ایمان دلوں کو بخشتا ہے۔ مردہ زمین کی سیرابی اور سرسبزی اُسی کے وجود سے ہوتی اور زمین و آسمان کا قیام اُسی کی برکت سے ہوتا ہے۔ ورنہ مردہ پرستی کفارہ پرستی اور صلیب پرستی اور بھنگ پرستی اور لنگ پرستی اور نیوگ سے بدعمل نظام عالم کا ستون نکال دیں۔

خدا تعالے نے خودنمائی اور چہرہ آرائی کے لئے یہ تدبیر فرمائی ہے کہ اپنے خلیفہ محمد مجتبیٰ احمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری بیکسی اور بے سامانی اور ناتوانی کی تصویر بناکر عرب میں پیدا کیا اور آخر مکی اور مدنی زندگیوں کے دو مصفّٰی آئینوں سے اپنا مصفا چہرہ دنیا کو دکھایا۔ پہلے کامل ناتوانی اور معاً کامل پُرزور تحدی اور پُرشوکت دعوے اور آخر پورے معنوں میں اُن کا پورا کر دینا اس ذریعہ سے خدا نے لاکھوں برسوں کے چھپائے مُنہ کو گھونگٹ سے باہر نکال سب کو دکھایا۔ فَثَمَّ فَانْظُرْ دیکھنے کے وقت اس منادی کی کیا حالت تھی اور دعوے کیا تھے اور اُسی کے مُنہ سے پھر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اور يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا جب کہلوایا تو اُسوقت کیا حالت تھی۔ یہ باتیں اور یہ طرز زندگی ضرور تھی جبکی ضرورت تبدیل قلوب کے لئے تھی۔ یہی دونوں رنگ خود خداوند عالم کے ہیں۔

ایک وقت وہ غیب کے حجابوں میں ایسا پنہاں اور کس مپرس ہوتا ہے کہ منکر دہریہ گردن کی رگیں پھلاکر انکار کی جرأت کر بیٹھتا ہے اور ایک وقت جلال اور قہر کا ایسا تازیانہ ہاتھ میں لیتا ہے کہ جہان کو زیروزبر کرکے اپنی ہستی اور جبروت کا لوہا منوا لیتا ہے۔ ضرور ہے کہ خلیفۃ اللہ بھی مظہراً اسی خدائی شان کو اپنے ساتھ رکھتا ہو سو یہ شان بحمد اللہ کامل طور پر بجز ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ ضعف اور دُکھ سہنے کا بھی کامل نمونہ یعنی خدا کی طرح اولاً غائب اور شناخت نہ کیا جانے کا پورا نمونہ اور پھر اقتدار اور جبروت سے اعدا پر پوری فتح پانے اور قہاری اور شناخت کیا جانے کا بھی اکمل نمونہ صرف صرف ہمارے سید و مولے سید العالمین کی پاک ذات ہی ہے۔ حضرت موسیٰ بھی راہ ہی میں مرے اور موعود ارض میں نہ خود پہونچے اور نہ دوسروں کو پہونچا سکے۔ اور حضرت مسیح کی جو حالت ہوئی عیاں ہے۔ سچ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب نبیوں کی پردہ پوشی کرلی ہے۔ ورنہ خدائی تو برکنار مشکل ہے کہ انجیل سے مسیح کی نبوت بھی ثابت ہو سکے۔ غرض خدا تو قادر تھا کہ حضرت رسول کریم کو دم کے ساتھ ہی کامیاب بھی کر دیتا مگر دنیا پر وہ راز سربستہ نہ کھل سکتا جو آپ کی تیرہ برس کی پرفتن زندگی پھر بالآخر مدنی کامیاب زندگی کی کلید سے کھلا۔

ایک وقت آپ سے یہ کہلوایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور پھر بلوایا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اور پھر اُسی مُنہ سے یہ نکلوایا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اور لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ۔

اور یہ سب کچھ ناتوانی اور بے سامانی کے دنوں میں دعوے کئے گئے۔ کبھی وہ بولا کہ میں نوح کی طرح کامیاب ہو جاؤں گا اور میرے دشمن فنا ہو جائیں گے اور میں ابراہیم موسیٰ داؤد اور سلیمان اور دوسرے مظفر و منصور نبیوں کی طرح کامیاب اور مظفر و منصور ہو جاؤں گا اور میرے دشمن اُن پہلے مکذبوں کی طرح پامال ہو جائیں گے میں عزیز رحیم کا رسول ہوں میری عزت ظاہر ہوگی اور میرے دشمن مغلوب ہوں گے اور میرے پیرووں پر رحم ہوگا۔ وہ دشمنوں کے املاک و اموال کے وارث ہوں گے۔ غرض ناتوانی اور بیکسی میں ان دعووں کا ہونا اور بالآخر حرف حرف پورا ہونا یہ ایسی باتیں ہیں کہ خدا کو منوائے اور دکھائے بغیر ورے رہ سکتی نہیں۔ یہ ہے ثبوت زندہ کتاب مبارک کتاب اور مبارک رسول ہونے کا اس کے بغیر دنیا مردہ تھی۔ اسمیں کسی اور نفخ کی تدبیر سے روح داخل ہو سکتی ہی نہ تھی۔ اسی اقتداری معجزہ سے انا الموجود کی آواز آسمان سے آئی اور بڑے پرہیبت طریق سے آئی جسے اطراف عالم نے صاف صاف سن لیا۔ اور نئے سرے زندہ خدا مانا گیا اور پوجا گیا اور مردہ خداؤں کا لا کی ضرب نے کام تمام کر دیا۔

قرآن کریم میں ایک اور عظیم الشان برکت رکھی گئی جس کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس پاک کی صورت اور معنی یعنی لفظ اور معنی دونوں باہم مختلف اور مطابق اور پُرشوکت

رکھے گئے ہیں اُس عظیم الشان امانت کے لئے جسکا نام توحید اور فردانیت الوہیت ہے جسکی وسعت کامل طور پر عبری سریانی اور دوسری بولیوں میں سما نہ سکی - خدا تعالی نے قرآن کی لغت کو پسند فرمایا - حقیقت میں کیا ہی وسیع اور پُرشوکت زبان عربی زبان ہے جسنے ایسے معانی کو جو اس جہان کی فطرت ظاہر کرنے والے - اور لا انتہا قلوب کے امراض اور تشخیص اور اسباب مرض اور ادویہ بتانے والے اور اُس دوسرے غیب الغیب عالم کے غیر مرئی حقائق کو بیان کرنے والے ہیں الفاظ میں لاکر دکھایا ہے - خدائے لاشال کا منشاء نبوت کی تحریکات اور منشاؤں اور آسمانی فیضانوں کی ہو بہو تصویر ان الفاظ میں موجود ہے - دوسری بولیاں چونکہ صحیح قالب اُن نازک معانی کا بن نہیں سکتی تھیں آخر اس کا یہ نتیجہ یہ ہوا کہ شرک نے اپنے پیروں کے نیچے اُس توحید کی تعلیم کو لے لیا - اور دوسرا بڑا نقص اُن کتابوں میں یہ داخل ہوا کہ اُن کی اصل زبانیں مفقود ہو گئیں اور انبیاء کے مقصد مجذوم اور ممسوخ ترجموں کی تاریک تہوں کے نیچے دب گئے - جس قوت قدسیہ اور عقد ہمت اور پر تاثیر دعاؤں سے ملکر قرآن کے الفاظ آسمان سے اُترے اور پھر مہبط وحی کے قلب مبارک کے خون سے ملکر باہر نکلے وہی زندہ تاثیر اُن میں اب تک موجود ہے اور قیامت تک رہے گی گویا کتاب کے ساتھ کتاب کا لانے والا بھی زندہ اور بابرکت شکل میں ہروقت موجود ہے - یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جسقدر قوت قلوب پر تصرف کرنے کی اور اُنھیں اپنا ہی بنا لینے کی پائی جاتی ہے اُس کا عشر عشیر بھی کسی کتاب میں نہیں - کیا ہی مبارک ہیں جنکا محبوب و قبلہ یہ کتاب مجید ہو اور بڑے مبارک ہیں وہ جنھیں اس کا فہم عطا کیا گیا ہو - کاش ہماری قوم اس نعمت کی قدر کرے اور اس کی تعلیم و تعلم میں پوری ہمت صرف کرے -

یہ باتیں بڑی لمبی ہیں جس مقصد کے لئے آج ان آیات کو پڑھا ہے اب اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں -

خدا تعالی کی رضاجوئی کے لئے نہ تکلف اور بناوٹ سے بلکہ پوری بصیرت سے میں اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ آج دنیا پر وہی اسباب پھر محیط ہوگئے ہیں اور چاروں طرف اُسی خوفناک تاریکی نے پر پھیلا دئے ہیں جو مبارک بعثت سے قبل عرب پر محیط تھی اور اُسی قسم کے دواعی اور بواعث بالکلیہ آج بھی جمع ہوگئے ہیں جو آج چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا دوبارہ نزول اور اُن برکات کا ظہور اسی رنگ اور اُسی شوکت سے ہو اور قوم ضلالت کے گڑھوں سے نکل کر ہدایت کی بیّن نشانیاں اپنے اندر جمع کرے اور قومیں پکار اُٹھیں کہ یہ قوم سب سے بڑھکر ہدایت یافتہ ہے - کتاب اللہ تو ہے مگر ضرورت اسکی ہے جو اُسے اپنے انفاس طیبہ اور عقد ہمت سے دلوں میں داخل کردے - جیسے اُس وقت کتاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بطور ممد و معاون کے تھا - آج ہم دیکھتے ہیں کہ جسطرح یہود و نصاری کی عملی حالت کوئی اثر عرب پر ڈال نہ سکے - اسی طرح یہ گدیاں اور سجادے اور خانقاہیں اور صوفی اور پیرزادے اور مولوی اور علماء اپنی کور باطنی اور خشکی اور زہد رسمی اور تہی دستی کے سبب سے قوم کی عملی حالت کی اصلاح میں کوئی ہاتھ نہیں دکھا سکے - یہود کی طرح ان کا اندوختہ جل کر راکھ ہوگیا - ان کے علم کے ذخار دفتروں کو تکبر اور جہل اور حسد اور بغض اور طغیان اور عصیان کے طیطس اور بخت نصر نے جلا ڈالا - ان کی اندرونی بدکاریاں اور بیرونی ملمع سازیاں اور یہی قوم کی تباہی کی موجب ہوئیں - چونکہ ان کے پاس بجز طامات اور لاف گزاف یا چند مشرکانہ منتروں اور دیو و غول کے تسخیر کے تعویذوں کے کچھ نہیں رہا اور قوم کے زندہ کرنے اور زندہ نور اسلام کو دکھانے سے عاجز ہوگئے - خدا تعالے نے چند روز کے لئے شریروں کو شریروں سے سزا دلوا دینے کے لئے سانپوں اور کتوں اور بچھوؤں اور بھیڑیوں کو قوم پر مسلط کردیا - زمین نے سوراخیں کھول دیں اور اُس کے ناپاک بخار آریوں اور نصرانیوں اور دیگر شیاطین کی شکل میں نمودار ہوکر اور قوم کو اُن کی بدعملی کی خوب سزا چکھائی - مگر خدا تعالی نے بہت دیر تک برداشت نہ کیا کہ موذی سانپ آدم کا مقابلہ کرے اور پاکوں کی اولاد شریروں کے پاؤں تلے بالکل روندی جاوے - اُس رحیم کریم نے اُس باپ کی طرح جو پیارے بیٹے کو دو چار چھڑیاں تادیب کی خاطر لگا بیٹھتا اور پھر شفقت کے ساتھ سینہ سے لگالیتا ہے - مسلمانوں کی آہ و زاری سُن لی - آسمان کے دروازے پھر اُسیطرح کھولدے جسطرح رحمۃ للعلمین کے نزول اجلال کے وقت کھولے تھے - اور ابر رحمت اور نور نے پھر بر فرمایا جسکا وعدہ پاک نوشتوں میں تھا اور جسے رحمۃ للعالمین سلام محبت الیتام کہہ گئے تھے - وہ ابر کرم جسکو

انتظار میں ہزاروں آنکھیں سپید ہوگئی تھیں۔ وہ ثریا سے ایمان کو پھر [illegible] لانے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود دنیا میں تشریف لایا جس کے آنے کے ساتھ قوم کے دن پھر گئے۔ جیسے سخت جاڑے میں زمین کے موذی حشرات تحت الثریٰ میں گھس جاتے ہیں اور زمین کی سطح ان کے موذی شریر منحوس وجود سے پاک ہو جاتی ہے اس کی پھونک سے اشرار ہلاک ہوگئے اور موذی نمک کیطرح پگھل گئے۔ اس پہلوان نے دشمنوں کے کل قبیلوں سے ایک چیدہ شخص کو پچھاڑا اور پھر ہلاک کیا یہاں تک کہ اسلام کی دھاک دلوں میں پڑ گئی۔

یہ مزکی اور مطہر انسان حضرت سید عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی خوبو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا۔ بلکہ بعینہٖ وہی آیا۔ کیونکہ [illegible] وہی قدرت ہے۔ یہ ویسا ہی بشیر و نذیر ہے۔ یہ تو وہی حجۃ اللہ اور آئینۃ اللہ ہے۔ اے زمین تجھے مبارک ہو اس لئے کہ تیری پیٹھ فسق کے بوجھ سے ٹوٹنے کے قریب تھی۔ نزدیک تھا کہ تیرے پہاڑ ریت کی طرح اُڑ جائیں اور آسمان بھر ہمہ قہر اور غضب ہو جائے۔ خدا نے پھر تجھے سنبھال لیا۔ اے مہدی اے مسیح اے مبارک انسان اے مبارک کتاب مبارک رسول کے زندہ ثبوت اور دلوں کو اُن کی زندگیوں کا یقین دلا دینے والے عزیز آقا۔ واللہ تو وقت پر آیا۔ ہم تیری نیم شبی دعاؤں کے نتیجے۔ تیری کوششوں کے پھل ہیں۔ ہماری زندگیاں تیری پاک مسیحائی اور اسلام کی زندگی کا ثبوت ہوں۔ دعا کر کہ ہم دنیا کے نمک بن جائیں اور قومیں ہم سے راہ حق اور زندگی پائیں۔ ہم [illegible] کے چراغ ہوں یا آسمان کی برقی ہوں۔ جنکی روشنی اطراف عالم کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔

اگرچہ بدبخت کور باطن گدی نشینوں اور خشک [illegible] مولویوں نے تجھے نہیں پہچانا پر تو کیا [illegible] نہیں کہ آسمان تیرے لئے ایک عظیم الشان گواہی دے اُٹھے اور گردنیں اُس کے آگے جھک جائیں۔ یاد رکھو جیسے اس بازار عالم میں ہر سرہ اور ناسرہ کے پرکھنے کے لئے ایک معیار وضع کیا گیا ہے۔ راست بازوں اور ناراستوں کے نقد کے امتحان کے لئے کامل معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہے۔ سلسلہ حقہ وہی ہوگا جو منہاج نبوت پر ہو۔ جسکی ابتدائی اور درمیانی اور آخری زندگی اُس مبارک نمونہ سے ملتی ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی تبلیغ اور اعدائے حق سے مقابلہ میں گذری ہے۔ کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ آپ تیئیس برس میں ایک دم بھی بے حرکت بیٹھے ہیں۔ ہاں کبھی آپ کا جہاد اور مقابلہ لسان سے [illegible] اور حجج ساطعہ کی تلوار سے باطل کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور کبھی سرکش تلوار سے پیش آنے والوں کے بل تلوار سے نکالتے تھے۔ سارا قرآن کریم احقاق حق اور ابطال باطل سے بھرا ہوا ہے۔ وہ پاک مباحثہ کی ایک بزرگ کتاب ہے یقولون اور قالوا۔ اور قل جا بجا اسمیں پاؤ گے۔ یہ بات ہمیں صاف یقین دلاتی ہے کہ نبوت کا منہاج اور قرآن کا طریق اپنے دعووں کی تبلیغ اور باطل کے حملوں کی تردید میں مصروف رہنا اور اس شرک کو صاف کرنے کے لئے اقتداری نشانوں اور قہری آیات کا دکھانا ہے۔ سو اس خلافت حقہ اور نبوت کا وارث وہی ہے جو اس منہاج پر قدم مارے۔ یا اس کو صاف لفظوں میں یوں سمجھنا چاہئے کہ اہل اللہ اور ماموران الٰہی اور محدثان [illegible] کی یہ شناخت ہے کہ اُن میں قرآن کے منشا کی تبلیغ اور تردید باطل کے لئے سدا حرکت رہے اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح زندگی بھر آرام سے نہ بیٹھیں۔ اس لئے کاش جہان میں آرام پانے والوں کا نشان یہ ہے کہ اس جہان کی ساری بے آرامی کو ایک آرام جاں کی خاطر اختیار کرلیں اگر خدا تعالے چاہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان گدی نشینوں اور مولویوں کی طرح مفت کی روٹی اور دوسروں کی کمائی کھا کر اپنی جھونپڑی میں آرام سے بیٹھے رہتے اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہتے۔ کبھی ایک آدھ ضربہ موجیں آتے تو مریدوں کو سنا دیتے اور صلح کل کا ناد بجاتے رہتے۔ مگر یہ ہنگامہ حشر بپا کرنا۔ خون کی ندیاں بہا دینا اور قوموں میں تفرقہ ڈالا دینا اور بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دینا اور جہان میں ایک آگ لگا دینا اور اپنوں بیگانوں سب سے یکساں بگاڑ لینا۔ عوام کو پھیرنا۔ بادشاہوں کو آکسانا۔ غرض یہ طوفان کیوں برپا کیا گیا۔ درویشوں اور راہبوں کے نمونے اُس وقت بھی موجود تھے۔ جو دنیا سے انقطاع کر کے خانقاہوں میں بسر کرتے تھے حضور بھی غار حرا میں زندگی گذار دیتے۔ مگر جو کچھ ہوا اور جسطرح ہوا یہ ایک واقعہ ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا کیونکہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں وہ طرز اور منہاج سنۃ اللہ ٹھیر گیا جیسا کہ فرمایا

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اب دیکھنا چاہئے کہ اُس منہاج پر آج اس دنیا میں کونسا طریق اور کون مرد ہے ان تمام گدیوں اور خانقاہوں اور مولویوں کے حجروں میں ذرا جھانک کر دیکھو اُن نرم گھاس پر سانپوں کے سوا کسی کو موٹا ہوتا نہ پاؤ گے۔ وہ تاریک غاریں اور بھیڑیوں کی مانندیں اور ہولناک بن نظر آئیں گے جہاں قدم قدم پر انسانی ہڈیاں اور کہیں کہیں کسی شہید کا تازہ خون بھی پاؤ گے۔